© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

عشر کے جدید مسائل

سوال: عشر کے سلسلے میں فقہ حنفی کے احکام تو بہت واضح ہیں لیکن عصر حاضر میں کچھ پیچیدہ سی صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ میرے خالہ زاد بھائی ایک صاحب ایمان فرد ہیں۔ دو ڈھائی ایکڑ زرعی اراضی کے مالک ہیں اور باقاعدگی سے عشر نکالتے ہیں۔ گزشتہ دنوں انھوں نے عشر کے تعین کے سلسلے میں اپنی صورت حال سامنے رکھی تو ہم جواب دینے میں مخمصے کا شکار ہو گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ انھوں نے جو پیداوار حاصل کی ہے اس پر پانی کے علاوہ عمدہ قسم کا بیج، مصنوعی کھاد اور کیڑے مار ادویات خریدنے اور اجرت پر ٹریکٹر کے ذریعے ہل چلانے اور اجرت پر ہی تھریشر کے ذریعے گندم اور بھوسہ الگ کروانے کے اخراجات ہوئے۔ اب انھیں کس شرح سے عشر ادا کرنا چاہیے، اس پس منظر میں کہ رسولؐ اللہ نے پانی کے اخراجات کے باعث شرح میں تبدیلی فرمائی؟ دوسرا ان کا یہ کہنا ہے کہ جتنی گندم کھیت سے اٹھا لایا ہوں اس سے سال بھر کی اناج کی ضروریات پوری کرنی ہیں اور اگلی فصل کے لیے اخراجات (ہل بذریعہ ٹریکٹر سپرے، نئی اقسام کے بیج کی خریداری، کھیت کی صفائی کے لیے لیبر کا حصول) بھی اسی سے پورے کرنے ہیں، اور ان اخراجات کے بغیر چارہ نہیں کہ یہ واحد ذریعہ معاش ہے۔ اس سب کچھ کرنے کے بعد بچتا کچھ نہیں بلکہ کچھ قرض وغیرہ کا انتظام کرنا پڑے گا۔ اب ان صاحب نے اخراجات الگ کر کے، دس فی صد کی شرح سے عشر ادا کر دیا ہے۔ فصلوں کی موجودہ صورت حال جس میں تجارت کی طرح پہلے بہت کچھ لگانا پڑتا ہے، عشر کی ادائیگی کے بارے میں اہل فقہ کیا فرماتے ہیں؟ بندہ دہقان کے اوقات تو بہت تلخ ہو چکے۔

جواب: جدید مشینی آلات اور کھاد وغیرہ کے ذریعے زراعت میں جہاں اخراجات اٹھتے ہیں وہاں اس کے ساتھ پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے مستند بات یہ ہے کہ اخراجات کو ادا کرنے کے بعد اگر زمیندار صاحب استطاعت ہو اور وہ اس پیداوار سے جو اسے حاصل ہوتی ہے، استطاعت رکھتا ہو کہ اپنے اخراجات آسانی سے پورے کر سکے اور وہ کل پیداوار سے، اخراجات کو منہا کیے بغیر عشر دینے کی سکت رکھتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو تو کل پیداوار سے عشر ادا کرے۔ اگر زمیندار چھوٹی سطح کا ہو، اخراجات منہا کیے بغیر عشر دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، اتنی پیداوار حاصل نہ کی ہو کہ آسانی سے اپنے اخراجات بھی پورے کر سکے اور کل پیداوار میں سے عشر بھی ادا کر سکے تو پھر اخراجات منہا کر کے باقی کا عشر نکال لے۔ یہ درمیانی راہ ہے جو قرآن پاک کی عمومی ہدایات اور عشر کے احکام دونوں سے مطابقت رکھتی ہے۔ عمومی ہدایت تو یہ ہے کہ زکوٰۃ اغنیا سے وصول کی جائے اور فقرا کو دی جائے اور عشر کا اصول یہ ہے کہ جو پیدا ہو اس میں سے عشر دیا جائے۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے اس کی تفصیل یوں ہے کہ پانی کے اخراجات کو تو شریعت نے اس طرح مستثنیٰ کر دیا ہے کہ دسویں کے بجائے بیسواں حصہ مقرر کر دیا ہے۔ پانی کے علاوہ باقی اخراجات کے بارے میں شریعت خاموش ہے۔ لہٰذا اس میں دونوں پہلوؤں کی گنجایش ہے یعنی مستثنیٰ کرنے اور نہ کرنے کی۔ مستثنیٰ نہ کرنے کا پہلو ان لوگوں کے لیے مناسب ہو گا جو سرمایہ دار اور جاگیردار ہیں۔ ان پر اس سے کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔ ادایگی کے بعد بھی وہ اپنا گزارہ خود کر سکیں گے اور دوسروں کے محتاج نہ ہوں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصدقة عن ظهر غنى، "صدقہ مال دار پشت سے ہے"۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اخراجات کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ یہ اس وقت ہو جب کہ زمیندار غریب ہو، صاحب استطاعت نہ ہو اور اخراجات کو منہا نہ کر کے بوجھ تلے دب جائے۔ اسے دوسروں کی طرف سوال کے لیے رجوع کرنا پڑے اور قرض اٹھانا پڑے۔ اس کی دلیل بھی مذکورہ حدیث ہے، الصدقة عن ظهر غنى ــــ یہ چونکہ غنی نہیں ہے لہٰذا اس پر صدقہ نہ ہو گا۔ (مولانا عبدالمالک)

قرآن کی تعلیم اور جنس کے مسائل

س: بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا ہوں۔ دو سال پہلے خیال آیا کہ کیوں نہ اردو پر عبور رکھنے والے بچوں کو قرآن کا ترجمہ پڑھنے کی طرف راغب کیا جائے۔ یہ سلسلہ شروع ہو بھی گیا۔ تذکیر کے حوالے سے اور عمومی انداز فکر کی تشکیل کے حوالے سے، یہ بچوں کے لیے بڑی اہمیت کی حامل چیز ہے۔ اب خیال آیا ہے کہ قرآن میں دلائل و براہین کے سلسلے میں خاصے مقامات ایسے آتے ہیں جہاں ایسے معاملات کا تذکرہ ہوتا ہے جو سن بلوغت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۹ سے ۱۲ سال کی عمر تجسس اور زندگی کے حیوانی حقائق کے سلسلے میں پراگندہ خیالی کی ہوتی ہے۔ کیا ان آیات کے ذہنوں پر منفی اثرات نہیں پڑیں گے؟ پھر سوچتا ہوں کہ قرآن تو ہر جگہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اسے حضورؐ کے عہد سے متصل حضرت عمرؓ کے زمانے میں تراویح میں مکمل سنا جاتا رہا۔ صاف ظاہر ہے کہ بچوں کی شمولیت پر تراویح میں پابندی تو نہیں ہو گی۔ اب فرمایئے کہ مجھے کیا

© rasailojaraid.com